سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

محبت الٰہی اور خوف خدا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرة: ۱٦٥) ”اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے“

محترم سامعین! اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی شدید محبت ہوتی ہے، محبت کا یہ چسکا خود اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور گناہوں سے بچنے کا سبب محبت خداوندی ہے۔ محبت کے غلبہ کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا اور گناہ نہ کرنے سے خشیت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ وہ خداوندی کی نافرمانی نہیں کرتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى ۝ فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى (النازعات: ۴۰-۴۱)

”اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہشات میں پڑھنے سے روک لیا۔ پس بیشک اس کے لئے ٹھکانہ جنت ہے۔

اللہ کا ڈر اور خواہشات سے اجتناب

لہٰذا یہ دو باتیں ہیں جس کی وجہ سے انسان خواہشات سے بچ جاتا ہے، ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے، کہ جنت دو قدم پر ہے، کسی نے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے تو فرمایا عزیز من اپنا پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ لیں۔ دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا۔

اصلاح نفس

اس لئے نفس کو قابو کرنا ہر کامیابی کی کنجی ہے، کتابوں میں یوں لکھا ہوا ہے نفس کو مارنے کا مطلب کسی جاندار چیز کو مارنا نہیں بلکہ انسان کے اندر جو ”میں“ ہوتی ہے وہ مارنی پڑتی ہے۔ انسان کے اندر خواہشات

ختم ہوجائیں حتی کہ اس انسان کی پسندیدہ چیزیں وہی بن جاتی ہے، جو شریعت کا منشاء ہو، فقیہ اعصر حضرت قطب الاقطاب علامہ رشید احمد گنگوہیؒ ایک موقع پر حضرت مرشد اعظم حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو لکھا حضرت حالت یہ ہے کہ تمام شرعی امور طبعی بن چکے ہیں۔ مطلب یہ کہ جس طرح طبعی امور مثلاً کھانا پینا اقتضائے حاجت وغیرہ کا انسان کی طبیعت پر کچھ بوجھ نہیں ہوتا یعنی اس طرح امور شریعہ خواہ کتنے ہی شاق ہوں، طبیعت ثانیہ بن چکے ہیں، یعنی نفس کے اوپر بوجھ محسوس نہیں ہوتا لیکن یاد رکھیں، یہ مقام حاصل ہوتا ہے، صالحین کی صحبت سے اور صحبت صلحاء ایک ایسا تریاق ہے جو دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیتا ہے، اللہ والوں کی نگاہوں میں وہ تاثیر ہوتی ہے جس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔اس لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ سبزی ملتی ہے سبزی والوں کے پاس اور کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں کے ساتھ ،لوہا ملتا ہے لوہے والوں کے پاس، اسی طرح اللہ ملتا ہے اللہ والوں کے پاس۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہوتی ہے، انسان کی روح بدلتی ہے ،اولیاء اللہ کی محبت میں وہ تاثیر اور مقناطیسیت ہے کہ بس انسان کے دل کی دنیا لمحوں میں بدل جاتی ہے، محبت الٰہی کا راستہ طے کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان

لیکن یاد رکھو، ہر چیز کی پہچان ہوتی ہے اولیاء اللہ کی پہچان حدیث شریف میں یہ بتائی گئی ہے کہ ان الذین اذا رؤو ذکر اللہ یعنی اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ اس لئے کہ ان لوگوں کا جینا مرنا موت اور زندگی سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے اور وہ اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:۱۶۲)

”کہہ دو کہ میری نماز میری عبادت میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے۔“

انسان کو چاہیے کہ دنیا کی فانی چیزوں کی محبت چھوڑ دیں، اس لئے کہ مٹی کے اوپر جو چیزیں ہیں یہ سب مٹی ہیں، بڑے بڑے نازنین لوگ زیر زمین چلے گئے، کیڑوں نے ان کے اجسام کھالئے اور مٹی بن گئے، صحبت اولیاء سے دین اور دنیا کی چیزوں کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اور جب دل سے ماسوا اللہ کی محبت چلی جاتی ہے۔تب اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آجاتی ہے اور اس محبت کی وجہ سے پھر بندے کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تابعداری کرنا آسان ہوجاتی ہے۔

محبت الٰہی

محترم سامعین! تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ان کے مجالس میں بیٹھنے سے اور اگر اہل اللہ کی محبت میسر نہیں تو کثرت ذکر اللہ سے بھی محبت الٰہی نصیب ہو جاتی ہے ایک صحابی جو بکریاں چرانے والا تھا، جب کبھی مدینہ منورہ واپس جاتے تو پوچھتے کہ قرآن کی آج کون سی نئی آیت اتری ہے۔ ایک دن آ کر پوچھا تو کسی نے بتایا کہ وہ آیت اتری ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر ذکر فرمایا ہے، کہ اے میرے بندوں میں ہی تمھیں رزق دیتا ہوں، جب انہوں نے یہ آیت سنی تو ناراض ہو کر کہنے لگے کہ وہ کون ہے، جس کو یقین کرنے کے لئے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑی، جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ بہر حال جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو پھر انسان کو رات کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے، خود بخود آنکھ کھلتی ہے، گھڑی کے الارم لگانا نہیں پڑتا، دل کی گھڑی خود بخود دیتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (السجدۃ:۱۶)

انکے پہلوان کے بستروں سے جدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یاد میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اگر کوئی رات کے وقت گلیوں میں چلتا تو پورا محلّہ اور پورا شہر اس کو زندوں کا شہر نظر آتا اور ایک ہے آج کا دور ہمارے محلوں اور گلیوں میں صبح سویرے بھی اگر چلا جائے تو اسے قبرستان نظر آئیگا۔ اُس وقت کے لوگ شب بیدار تھے۔ ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز ایسے آتی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔ پورا شہر زندہ نظر آ جاتا کوئی آہستہ قرآن پڑھتا کوئی زور و شور سے۔

طریقہ تلاوت قرآن

ایک بار پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لائے، تو آپ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق تہجد کی نماز میں آہستہ آہستہ قرآن پاک پڑھ رہے تھے، اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ وہ زور و شور سے تلاوت کر رہے ہیں، تو آپؐ نے دونوں کو بلایا اور پوچھا صدیق تم کیوں قرآن کریم آہستہ پڑھ رہے تھے؟ آپؓ نے فرمایا جس ذات کو سنانا تھا وہ یونہی سن رہے تھے اونچے پڑھنے کی کیا ضرورت تھی، اس کے بعد حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ عمر تم کیوں زور سے تلاوت کر رہے تھے؟ فرمایا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے اونچا پڑھ رہا تھا کہ اللہ کے بندوں کو جگا دوں اور شیطان لعین کو بھگا دوں، آپؐ نے صدیقؓ

سے فرمایا کہ صدیق ذرا آواز بلند کرو اور عمر سے فرمایا کہ عمر تم ذرا آواز پست کرو۔ مطلب دونوں حضرات کی اصلاح کرانا تھا کہ وہی طریقہ اختیار کرو جو تمہارے محبوبؐ نے تمہیں بتا دیا ہے۔

تلاوت قرآن کا اثر

محترم سامعین! اسی طرح ایک صحابیؓ رات کی تہجد کی نماز میں اپنے گھر کے چھوٹے سے صحن میں قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ طبیعت پر کیف تھی اونچی آواز سے پڑھنے کو دل چاہ رہا تھا۔ سامنے گھوڑا باندھا ہوا تھا۔ چارپائی پر بچہ سویا ہوا ہے جب اونچا پڑھتے تو گھوڑا بدکنے لگتا ہے اور بچے کے رونے کا خطرہ ہوتا ہے ساری رات اسی کشمکش میں گزری صبح صادق کے قریب تہجد ختم کر کے ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے تو کیا دیکھتا ہے کہ کچھ روشنیاں ہیں جو آسمان کی طرف بلند ہوتی نظر آرہی ہیں کچھ سمجھ نہیں آیا تو صبح جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیرے قرآن سننے کیلئے آسمان سے اتر آئے تھے اگر تم بلند آواز سے قرآن پڑھتے رہتے تو آج مدینہ والے اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو اترتے دیکھ لیتے۔

حقیقی محبت کا ادراک

محترم سامعین! وہ لوگ فرش پر رب کا قرآن پڑھتے اور اللہ کے فرشتے عرش سے اتر جاتے ان کے قرآن سننے کے لئے آجاتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے محبت میں تلاوت کرتے ان کے دلوں کے اندر اللہ کی محبت بھری ہوئی تھی ہمارے زندگیاں ان حضرات کی زندگیوں سے قدرے مختلف ہے ہمارے دلوں کے اندر محبت غیر اللہ ہے۔ دنیا کی محبت کی وجہ سے آج ہمارا مزاج خراب ہوگیا ہے اگر ایک آدمی کو نزلہ ہوجائے آپ ان کے سامنے گلاب کا عطر لگائیں، عنبر، کستوری کا عطر لگائیں وہ بے چارہ سامنے شناخت نہیں کر سکے گا کیونکہ ان کو نزلہ اور زکام کی بیماری لگی ہوئی ہے اس لئے وہ خوشبو کی شناخت اور چاشنی سے محروم ہے اس لئے غیر کی محبت کی وجہ سے دل اللہ کی محبت کی مزے سے محروم ہے محبت کے راستے سے انسان اللہ کی طرف چلتا ہے، تو اس کی وجہ سے دینی کام آسان ہوجاتے ہیں خواہ راتوں کو اٹھنا ہو اللہ کی ذکر میں بیٹھنا ہو یا سچ بولنا ہو سب چیزیں آسان ہوجاتی ہیں۔

محترم سامعین! تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبت الٰہی جس دل میں آجاتی ہے تو انسان کا رخ بدل جاتا ہے آنکھ کا دیکھنا بدل جاتا ہے پاؤں کا چلنا بدل جاتا ہے دل ودماغ کی سوچ بدل جاتی ہے حضرت شبلی رحمہ اللہ بہت اللہ والے گزرے ہے ان کے سامنے جب کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر شرینی نکال کر اس

کے منہ میں ڈال دیتے کوئی پوچھتا تو فرماتے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے اس میں شرینی نہ ڈال دوں تو کیا کروں؟

محبت الٰہی کے لئے شرط

محترم سامعین! میں نے جو آیت مبارکہ تلاوت کی تھی اس میں یہ بات واضح بیان کی ہے کہ ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید محبت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایمان والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے جب کوئی مسلمان بندہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: ۳۱) اے میرے پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو پسند کرتے ہو اور ان کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اور محبت الٰہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس انسانی شکل میں آیا اللہ تعالیٰ کا محبوب نام لیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرشتے کی مناجات سن کر فرمایا کہ خدارا ایک بار پھر میرے اللہ کا مبارک نام لے لیں تو اس فرشتے نے آزمائش کے طور پر جواب دیا کہ تم مجھے کیا صلہ دو گے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ بکریوں کا آدھا ریوڑ آپ کو صلہ میں دوں گا تو فرشتے نے محبت کے ساتھ اللہ کا نام لیا پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بار پھر میرے محبوب کا نام پکار فرمایا اس بار کیا انعام دو گے۔ یہ دوسرا آدھا ریوڑ دوں گا فرشتے نے پھر اللہ کی ثناء بیان کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر عرض کیا کہ مجھے پھر معبود برحق کا تذکرہ کیجئے فرشتے نے پوچھا کہ پھر کیا انعام دیں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں آپ کے لئے اس سارے ریوڑ کو چراؤں گا فرشتے نے ارشاد فرمایا کہ میں خداوند قدوس کا بھیجا ہوا قاصد ہوں اور رب کریم تمہارا امتحان لے رہا تھا کہ تم اپنے محبوب کے نام کا کتنا احترام کرتے ہو۔ آپ علیہ السلام آزمائش میں کامیاب ہو گئے ہیں یہ اپنا ریوڑ بھی لیں اور کامیابی بھی مبارک ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرمائے اور نیک صالح لوگوں کی صحبت نصیب فرما کر اپنے محبین اور مخلصین میں شامل فرمادیں۔ آمین